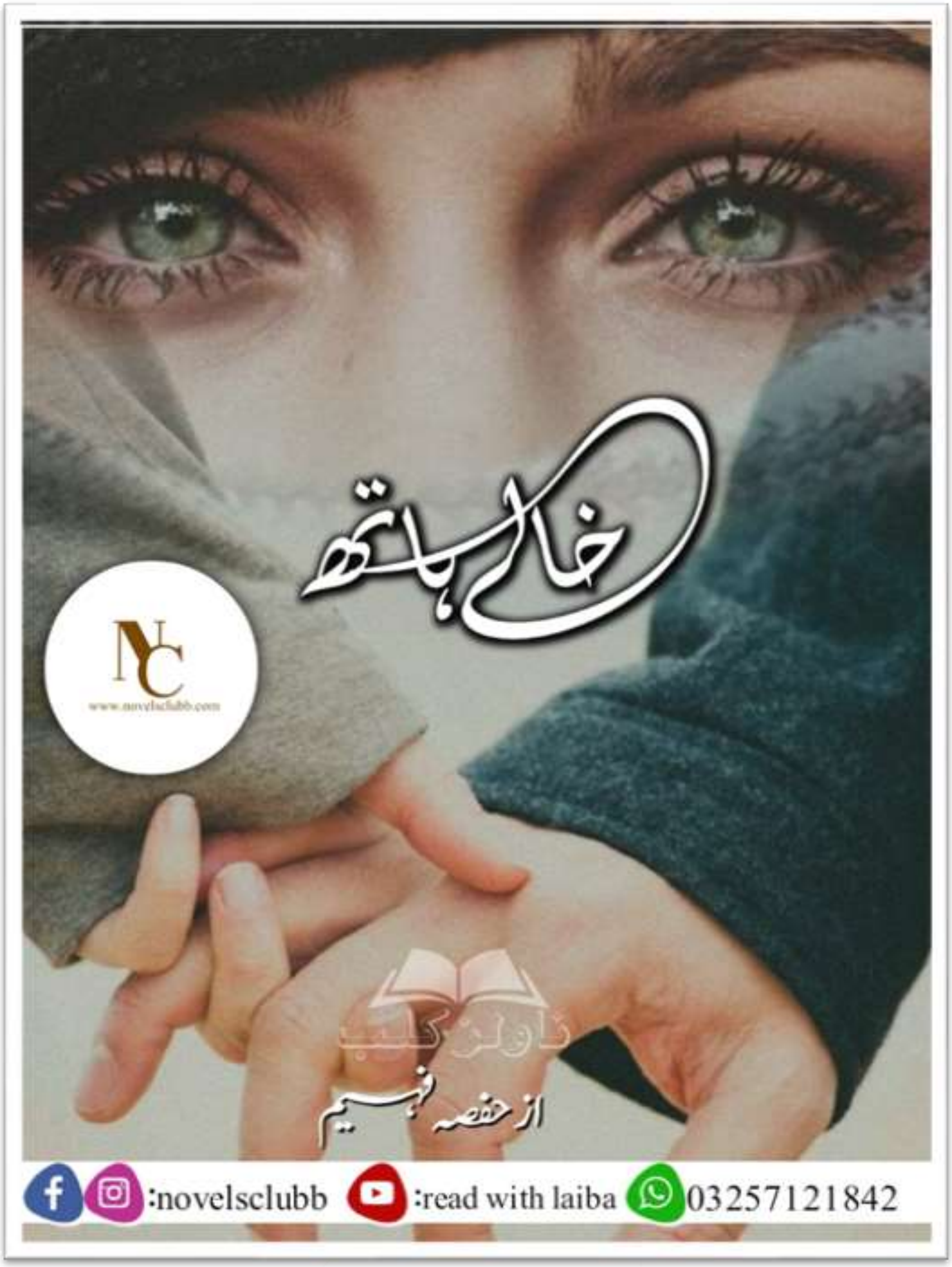

خالی ہاتھ
از حفصہ فہیم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

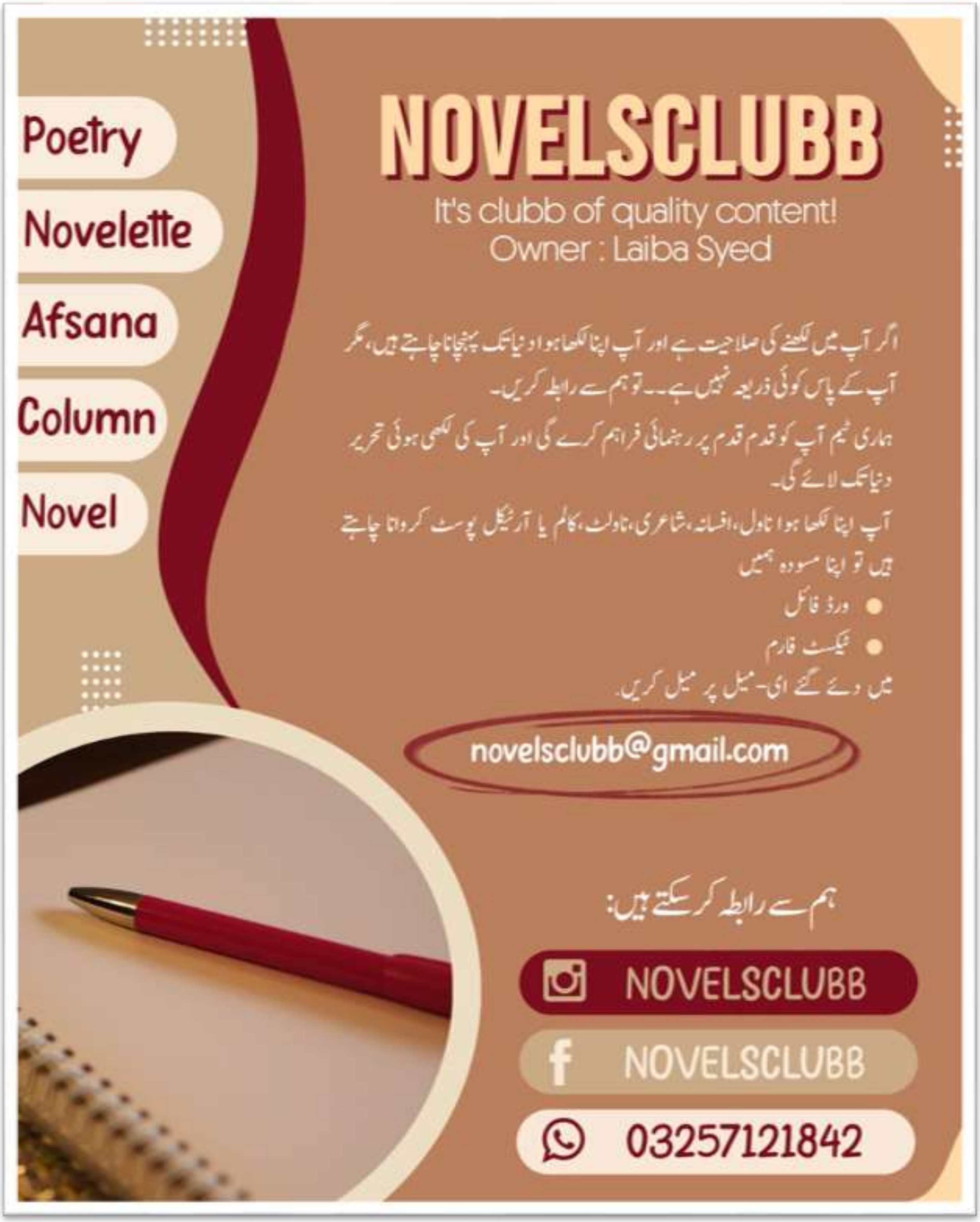
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

خالی ہاتھ

از قلم

حفصہ فہیم

www.novelsclubb.com

صنف: افسانہ

صحن میں پہلا قدم رکھتے ہی مایوسی نے اسے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔ حبس زدہ ماحول میں سورج کی تپش اس کی روح کو جھلسا رہی تھی۔ دل جیسے بند ہونے لگا۔ صحن میں پھیلی کافور کی بو دماغ سن کر رہی تھی۔ مردوں کے ہجوم میں کھڑے ایک لڑکے کی نظر اس پہ پڑی اور پھر وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اور اس سے لپٹ گیا۔ ارد گرد مردوں نے اسے سلام کا اشارہ کیا۔ اسے ان سب سے ملنا تھا۔ وہ اسے دلاسے اور پرسے دینے آئے تھے۔ اس کے نقصان پہ افسوس کر رہے تھے۔ کیا ان کا افسوس اب نقصان کی تلافی کر سکتا تھا؟ اس کی سوچوں کے تسلسل کو اس کی شرٹ پہ محسوس ہونے والی نمی نے توڑا۔ وہ لڑکا اس سے لپٹا رو رہا تھا۔ بے اختیار بازوؤں کا ہالہ بنائے اس نے اسے بھینچا۔ آنکھوں کے آنسو ضبط کی دیواریں توڑے چہرے پہ بہنے لگے۔ اس نے ایک ہاتھ سے آنسو پونچھے اور پھر اپنے چھوٹے بھائی کو تھپکا اور اس سے الگ ہو گیا۔ اس کے چہرے سے آنسو صاف کر کے اس نے اسے حوصلہ دینے کے انداز میں اس کا شانہ تھپکا۔ اپنے

آنسوؤں کو اندر روکتے اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ وہ رو نہیں سکتا تھا۔ گھر کے بڑے بیٹوں کو دکھوں میں رونے کی عیاشی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ باہر کھڑے لوگوں کو سر کے اشارے سے سلام کرتا وہ اندر کی طرف بڑھا۔

اندر کمرے میں پہلا قدم رکھتے ہی وہ لڑکھڑایا۔ کمرے کے درمیان میں سفید کپڑے میں لپٹا وجود اس سے شکایت کر رہا تھا۔ اسے یہ وہم لگا۔ دل نے شدید خواہش کی کہ وہ ابھی کسی کمرے سے بھاگتی ہوئی آئے اور اس سے لپٹ جائے۔ پھر ناراضگی کا اظہار کرے۔ خواہش تو خواہش تھی۔ ہر خواہش کی تکمیل ہو، یہ کہاں ضروری ہے۔ وہ ویسے ہی لیٹی رہی۔ وہ اس سے ناراض تھی لیکن پہلے وہ ناراضگی میں بھی وہ بولتی رہتی تھی۔ یاد دلاتی رہتی تھی کہ میں ناراض ہوں مجھے مناؤ۔ آج وہ نہیں بول رہی تھی۔ صرف خاموش تھی۔ آنسو بہنے کو بے تاب تھے۔

اس کی والدہ آ کے اس سے لپٹ گئی تھیں۔اس کے سینے سے لگی وہ اپنی اولاد کے نقصان پہ آنسو بہا رہی تھیں۔اس کا دل کٹ رہا تھا۔آنسوؤں کا ایک گولا حلق میں اٹکا تھا۔

وہ تو انہیں خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ان کے چہرے پہ خوشی لانے کے لیے تو وہ ان سے اتنی دور گیا تھا۔یہ سب کیا ہو گیا تھا؟ یہ سب کیوں ہو رہا تھا؟ کتنی دیر وہ اس کے سینے پہ سر ٹکائے آنسو بہاتی رہیں پھر اسے پکڑ کے بہن کے پاس لے گئیں۔اس نے اس چہرے کو دیکھا۔ خاموش، پر سکون۔آنکھیں موندے وہ لیٹی تھی۔جو کبھی اس گھر میں ادھر سے ادھر ٹہلتی بولتی ہوئی ملا کرتی تھی۔جس کی ہنسی پورے گھر میں گونجتی تھی۔جو اگر روتی تھی تو سارا گھر پریشان ہوتا تھا۔وہ جس کے بارے میں امی کہتی تھیں کہ یہ لڑکی سوتے ہوئے بھی سکون نہیں لیتی۔ آج وہ کتنے سکون سے لیٹی تھی۔کوئی شکایت، کوئی بات نہیں تھی۔وہ اس چہرے کو یک ٹک دیکھتا رہا۔بہت کچھ یاد آیا تھا۔بہت دکھ تھے۔بہت باتیں تھیں۔وقت نہیں تھا۔زمانے کی روایات پہ عمل کرنا تھا۔باہر سے کسی نے نمازِ جنازہ کا وقت بتایا اور میت کو اٹھانے کی اجازت

مانگی۔ماں کو الگ کرتا وہ دو قدم آگے بڑھا۔جھک کر بہن کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔اور چہرہ ڈھانپ دیا۔

www.novelsclubb.com

صحن کے ایک طرف بنی سیڑھیوں پہ اندھیرے میں وہ وجود سر جھکائے بیٹھا تھا۔ایسے جیسے وہ اندھیرے کا حصہ بن گیا تھا۔دونوں ہاتھوں میں سر تھامے وہ سوچوں میں غرق تھا۔

کانوں میں وہ فون کال گونج رہی تھی۔

"بھائی میں نہیں کروں گی ہاں جب تک آپ نہیں آئیں گے۔شادی ہے میری۔یہ کوئی بات ہے کہ دلہن کا بھائی پردیس میں بیٹھا رہے اور وہ رخصت ہو جائے۔میں نہیں جاؤں گی ایسے۔"

وہ بولتی جارہی تھی۔آخری جملے تک وہ روہانسی ہو گئی تھی۔حنید فون پہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔پھر مسکرا کے اس سے بولا تھا۔

"بھئی میں کوشش پوری کروں گا۔تم اپنی شاپنگ پوری کرو۔کوئی چیز رہنی نہیں چاہیے۔"

اس نے اسے شاپنگ کی یاد دلائی۔

"کیا کروں گی اتنی شاپنگ کر کے۔وہاں سب کچھ ہے۔عدیل کے گھر میں کیا فریج اور بیڈ نہیں ہو گا۔کھانا نہیں کھاتے کیا وہ لوگ، جو برتن بھی میں لے کے جاؤں اب۔امی بھی بس شروع ہی ہو گئی ہیں۔شاپنگز ہی ختم نہیں ہو رہی ان کی اب تک۔"

وہ تو جیسے بھری بیٹھی تھی۔

"شرجیہ وہ صحیح ہیں۔تم نے دیکھا تو ہے بچپن سے۔امی نے شروع دن سے طعنے سنے ہیں جہیز نہ لانے پہ۔تم کسی چیز میں کمی نہ کرنا۔سب لے کے جاؤ۔یہ سب چیزیں عزت کرواتی ہیں۔"

اس نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا۔

"نہیں جانا پھر مجھے ایسی جگہ جہاں میری عزت کرنے کے لیے یہ سب چیزیں ضروری ہوں۔امی نے غلط کیا جو سنتی رہیں وہ ساری زندگی، میں نہیں سنوں گی۔"

وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

"کیونکہ تمہارے پیچھے دو بھائی کھڑے ہیں تمہارے۔امی کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ماموں کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ امی کو سنبھال پاتے وہ۔پیسہ عزت بناتا ہے۔پیسہ زندگی بناتا ہے۔پیسہ ضروری ہے۔یہ چیزیں ضروری ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ جیسے خود کو یاد دلا رہا تھا۔ شرجیہ اس سے اس بات پہ بحث نہیں کرتی تھی۔ وہ چپ ہو گئی تھی۔ پھر اس نے بات بدل دی۔ دوبارہ وہی سوال کیا کہ وہ کب آئے گا۔ اس نے وعدہ کیا تھا وہ جائے گا۔ وہ نہیں گیا تھا۔ وہ نہیں جا سکا تھا۔ پیسے نے قدم جکڑ لیے تھے۔ وہ پیسہ کماتا رہا تھا اور وہ رخصت ہو گئی تھی۔ وہ اس سے ناراض تھی۔ وہ ناراض چلی گئی تھی۔ اس کال کے بعد بھی اور بہت سی کالز تھیں جس میں وہ اس کو بلاتی رہی۔ اب جب وہ اسے منانے کے لیے جا رہا تھا تو وہ اس سے بہت دور چلی گئی تھی۔

اس نے اپنی بہن کو جہیز میں قیمتی اشیاء کا ایک انبار دیا تھا لیکن وہ اپنی بہن کے لیے اپنے پیسوں سے لمبی حیات نہیں خرید سکا تھا۔ زندگی نے اسے ان چیزوں کے استعمال کرنے کی مہلت ہی نہ دی۔ ایک کار ایکسیڈنٹ اور اس کا زندگی سے ناتا ٹوٹ گیا۔ وہ دور چلی گئی۔ اتنا دور کہ لوٹنے کا راستہ ہی نہ بچا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حنید آفریدی ایک لوئر مڈل کلاس گھر کا بڑا بیٹا تھا۔ مجید آفریدی ملازم پیشہ آدمی تھے۔ اپنی مناسب آمدنی میں وہ اپنا گھر اور اپنی اولاد کی ضروریات پوری کرنے کی تگ ودو میں رہتے۔ وہ کم میں شکر کرنے کے عادی تھی۔ بچوں کو بڑے اسکولوں میں تعلیم دلوانے کی سوچ ہی مڈل کلاس آدمی کی جیب پہ لات کے مترادف ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو ایک متوسط علاقے کے اسکول میں داخلہ کروایا تھا۔ دو وقت کی روٹی اور ضرورت کے لحاظ سے ان کا اچھا گزر بسر ہے۔ لیکن جسے ناشکری کی عادت لگ جائے اسے دنیا کی ہر نعمت ہی کم لگتی ہے۔ یہ تو باپ کی ہر مہینے ملنے والی تنخواہ تھی۔ حنید آفریدی ناشکری کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اس بیماری نے اس سے وہ بینائی چھینی تھی جس سے وہ اپنے باپ کی کم آمدنی میں گزرنے والی زندگی میں سکون دیکھتا۔ اسے مہنگی چیزیں اور برانڈز خوشحال اور پُر سکون زندگی کی علامت لگنے لگے۔ اس ایک سوچ نے پیسہ کو اس کا جنون بنادیا۔ پیسہ اس کا جنون بن چکا تھا جس کے لیے اس نے سب چھوڑ دیا تھا۔ ماں،

باپ، بہن، بھائی، ملک، دوست، صبغہ۔۔۔۔آہ۔۔۔سوچیں کہاں پہنچی تھیں۔کون ساز خم ادھڑا تھا۔

ذہن پہ چلنے والی فلم چار سال پیچھے گئی تھی۔وہ ان دنوں نیویارک میں تھا۔پچھلے دو سال اس نے جاب اور پڑھائی ساتھ مینج کر کے یہاں قدم جمائے تھے۔اب وہ ایک اپارٹمنٹ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ رہا کرتا تھا۔صبغہ پاکستان میں تھی۔وہ دونوں ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ان دونوں کو پتہ ہی نہیں چلا یہ دوستی کا رشتہ محبت میں کب بدل گیا۔ملک چھوڑتے وقت اس کے جانے پہ غمگیں ہونے والے لوگوں میں صبغہ بھی تھی۔وہ اس سے وعدے کر کے آیا تھا۔ویسے ہی وعدے جیسے وہ اپنے گھر میں کر کے آیا تھا کہ پیسہ کما کے زندگی

میں خوشیاں بھر دے گا۔ صبغہ نے اس سے منتظر رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ منتظر تھی۔ اس نے حنید کو کال کی تھی۔

"حنید تم رشتہ بھیجو۔ تم پاکستان آ جاؤ۔ میں مزید نہیں رک سکتی۔"

اس نے چھوٹتے ہی یہ کہا تھا۔

"صبغہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ اطمینان سے بتاؤ ہوا کیا ہے؟"

حنید کو جھٹکا لگا تھا۔ وہ پہلے بھی کافی دفعہ یہ بات کہہ چکی تھی لیکن ایسی قطعیت اس کے انداز میں کبھی نہیں رہی تھی۔

اطمینان کہاں سے لاؤں۔رشتے آرہے ہیں میرے۔بابا بار بار وجہ پوچھ رہے ہیں انکار کی۔میں کیا جواب دوں انہیں۔"

وہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔

"تم سمجھاؤ کہ تم پڑھنا چاہتی ہو ابھی۔"

اس نے جیسے حل بتایا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس دفعہ جو فیملی آئی ہے وہ اس مطالبے کو مد نظر رکھتے ہوئے آئی ہے۔انہیں کوئی اعتراز "نہیں ہے میری پڑھائی سے۔

اس نے حل چٹکیوں میں اڑایا۔

"میں نہیں آ سکتا صبغہ۔یہ ناممکن ہے۔"

اس نے ہلکی آواز میں کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

www.novelsclubb.com

صبغہ کی آواز اس سے زیادہ ہلکی تھی۔ذہن میں خدشے ابھرے تھے۔

"تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔"

حنید نے جیسے ٹھان رکھا تھا۔وہ پیچھے نہیں ہٹنے والا تھا۔

مزید انتظار۔۔۔حنید میں پچھلے چار سال سے انتظار کر رہی ہوں۔تم نے مذاق سمجھ لیا"

"ہے یہ سب۔تم نے مجھے مذاق سمجھا ہوا ہے۔میں انتظار کرتی رہوں۔

(سمجھوتہ)تو کرنا پڑے گا نا۔ compromise" اس کے لہجے میں تیزی آئی تھی۔

میں بھی تو کر رہا ہوں اور یہ سب میں ہمارے اچھے مستقبل کے لیے کر رہا ہوں نا۔ ہمارا بہترین مستقبل۔"

اس نے متحمل انداز میں اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

مت کرو تم یہ سب۔ میں رہ سکتی ہوں ان فضول لگژریز کے بغیر بھی۔ حنید سکون ہونا" چاہیے گھر میں۔ یہ سب چیزیں اَن امپورٹنٹ ہیں۔ تم آؤ، بات تو کرو میرے پیرنٹس سے۔ کم از کم رشتہ ہی بھیج دو۔ شادی کے لیے ویٹ کر لیں گے ہم۔ تین سال، چار سال، پانچ بھی۔"

نہ جانے ایسی کیا مجبوری ہے یہ محبت جو انسان کو اتنا بے بس کر دیتی کہ وہ دوسرے کے سامنے منت بھی کرنے لگتا ہے۔ صبغہ بھی بے بس تھی۔

"اور کیا ہے میرے پاس جس کی بیس پہ وہ مجھے کنسیڈر کریں گے۔ تمہارے لیے آنے والے رشتوں میں لڑکے کے پاس اپنی گاڑی، اپنا گھر تو ہوتا ہے ایٹلیسٹ۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا لے کے جاؤں گا؟"

حنید نے ترشی سے کہا۔ لہجے میں خود ترسی تھی۔

"گھر ہے تمہارے پاس۔"

صبغہ نے جیسے جتایا۔

ہاں وہ تین کمروں کا ڈربہ۔اس ڈربے میں دو دن رہو گی نا تو یہ محبت کا بھوت سر سے اتر "
جائے گا تمہارے۔"

حنید نے ترشی سے جواب دیا۔صبغہ چند لمحے چپ ہو گئی تھی۔خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تو
حنید کو اپنے لہجے کی تیزی کا خیال آیا۔

"صبغہ۔۔۔"

اس نے جیسے اس کی موجودگی کی تصدیق چاہی۔

"کال پہ ہوں میں۔بولو۔"

دوسری طرف سے آواز آئی تھی۔

سوری۔ لیکن تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔ پلیز صبغہ۔ میرے لیے۔ کچھ وقت دے دو پلیز۔"
"میں نہیں چاہتا کہ تمہارے پیرنٹس مجھے پہلی بار میں ہی ریجیکٹ کردیں۔

وہ قائل ہوئی تھی یا نہیں لیکن خاموش ہوگئی تھی۔ وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی رہی۔ اس دن کے بعد اس نے یہ ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک سال اور گزر گیا۔ اس نے ایک بار پھر التجا کی تھی کہ آجائے۔ وہ نہیں گیا تھا۔ اس کی نئی جاب لگی تھی۔ وہ نہیں جا پایا تھا۔ وہ منتیں کرتی رہی وہ انکار کرتا رہا۔ اور آخر میں اس نے اسے منع کر دیا تھا۔ اسے اس کے چہرے کا نیلا پڑنا یاد آیا تھا جیسے کسی نے اسے زہر پلا دیا ہو۔

حنید۔ پلیز۔ بابا نہیں مان رہے اب۔ بہت کر لیا انتظار۔ میں نے انہیں بتا دیا تمہارے "بارے میں۔ وہ راضی ہیں۔ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ تم آجاؤ وہ کر دیں گے ہاں۔ پلیز حنید۔۔۔"

وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی کہ باپ کو منا لیا اور ساتھ خوفزدہ بھی تھی کہ وعدہ توڑا تھا۔ ان دونوں نے وعدہ کیا تھا کہ گھر میں ذکر نہیں کریں گے جب تک حنید واپس نہیں آجاتا۔

میں کیسے آجاؤں اپنی شادی کی بات کرنے صبغہ۔ میرے بھائی کے ایڈمیشن ہیں" یونیورسٹی کے۔ شرجیہ کا رشتہ بھی سوچ رہی ہیں امی کہ ہاں کر دیں۔ میں ایسے اپنی بات کیسے "کر لوں ان سے اور میں ابھی ویسے بھی پاکستان نہیں آسکتا۔

اس دفعہ اس نے فون کاٹ دیا تھا۔ وہ بار بار ٹرائی کرتا رہا اس نے نہیں اٹھایا تھا۔

اور آخری بار اسے کال کی تھی۔اپنے نکاح سے دو دن پہلے۔۔۔

"میرا نکاح ہے پرسوں۔"

اسے جھٹکا لگا تھا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔"

وہ دل گرفتہ ہو رہا تھا۔وہ بھی ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی۔اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔

"تم نے بھی۔"

اس نے صاف انداز میں کہا۔

"تم انتظار کر سکتی تھیں۔"

اس نے شکوہ کیا۔

"تم بھی آ سکتے تھے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے بھی جواباً شکوہ کیا تھا۔

پانچ سال انتظار کیا میں نے۔ پانچ سال۔ ان پانچ سالوں میں میں نے جتنی باتیں سنی ہیں" اپنے لیے میں بتا بھی نہیں سکتی تمہیں۔ اور تمہیں اب بھی لگتا ہے میں غلط ہوں۔ کسی کا ضبط اتنا نہیں آزماتے حنید کہ وہ ضبط کھو بیٹھے۔ پتا ہے میرے سسرال والے سمپل مڈل کلاس فیملی "ہے۔ بغیر کسی لگژری کے پیچھے پاگل ہونے والے۔

وہ نہ جانے کیا کہنا چاہتی تھی۔ کیا جتانا چاہتی تھی۔ حنید کی دنیا رک گئی تھی۔ ایک پل کو دل کیا کہ سب چھوڑ چھاڑ اڑ کے اس کے پاس پہنچ جائے۔ ابھی دو دن تھے۔ وہ ایسا کر سکتا تھا۔ لیکن وہ نہیں گیا۔ دماغ نے دل کو ہرا دیا۔ پیسہ جیت گیا۔ محبت ہار گئی۔ اور محبت رخصت ہو گئی۔ وہ پیسہ بناتا رہا۔ اسی سال بابا کا انتقال ہو گیا۔ وہ پاکستان آ گیا تھا۔ ماں کو دلاسہ دینے۔ بھائی کو سہارا دینے۔ بہن کو امید دلانے۔ اسے وہ یاد آئی تھی۔ وہ بلاتی رہی تھی۔ وہ نہیں آیا تھا۔ کاش وہ تھوڑا

رک جاتی۔۔۔۔اسے ہمیشہ لگتا تھا صبغہ غلط تھی۔وہ بے وفا تھی۔آج اسے احساس ہو رہا تھا وہ خود کتنا غلط تھا۔اس نے ایک نظر اٹھا کے اپنے گھر کو دیکھا۔وہ گھر جو کبھی اسے دڑبہ لگتا تھا۔اس گھر میں کتنا سکون تھا اس وقت۔وہ کتنا خوش تھے۔شرجیہ ہر وقت شور مچاتی رہتی تھی۔ایان ہر وقت بلا لیے کھڑا رہتا تھا۔امی کچن سے آواز لگاتی تھیں۔اور بابا بھی اچھے تھے۔وہ چھوٹی چاکلیٹ جو اس وقت اسے سستی لگتی تھیں۔آج شدت سے یاد آرہی تھیں۔بابا کی ناراضگی یاد آرہی تھی۔وہ کتنا کہتے تھے اسے کہ پیسہ سکون لے جاتا ہے۔وہ کہتا تھا سکون دیتا ہے۔بابا کتنا صحیح کہتے تھے۔پیسے کا جنون سکون لے جاتا ہے۔شرجیہ کا شوہر اس کے جہیز کا سامان لوٹانے کا کہہ رہا تھا۔وہ چیزیں معنی نہیں رکھتی تھیں۔انسان معنی رکھتے تھے۔شرجیہ معنی رکھتی تھی۔اور وہ نہیں تھی۔سکون معنی رکھتا تھا۔وہ نہیں تھا۔زندگی میں شفقت معنی رکھتی تھی۔بابا نہیں تھے۔محبت معنی رکھتی تھی۔صبغہ نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔ کیا تھا ہاتھ میں۔ یہ گنے چنے نوٹ۔ جن کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ کیا یہ نوٹ، یہ دولت وہ رشتے لوٹا سکتی تھی۔ کیا اس کا جنون اس کے رشتوں کو سکون پہنچا سکتا تھا۔ کیا وہ گھر جو اس نے اپنے پیسوں سے خریدا تھا۔ اس کی درو دیوار شرجیہ کی ہنسی کی گونج سن سکتی تھی۔ کیا وہاں صبغہ رہ سکتی تھی۔ کیا بابا اس جگہ کو دیکھ سکتے تھے۔ ان سب کا جواب نہیں تھا۔ اور یہ نہیں اس کے اندر کے اندھیروں کو گہرا کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: